تہذیبوں کا تصادم ــــ ایک جائزہ

محمد الغزالی

فوکویاما کے 'اختتام تاریخ' کے نظریہ کے بعد اب دنیا ہنٹنگٹن (HUNTINGTON) کی تہذیبوں کے تصادم کی پیش گوئی پر بحث و مباحثہ میں مصروف ہے۔ یہ بحث ' بالعموم تاریخ کی حرکیات کے بارے میں مغرب کے پیش کردہ تصورات کی حدود کے اندر ہو رہی ہے۔

ہنٹنگٹن کی یہ بات تو درست ہے کہ عالمی سیاست کے رجحان میں اضافہ اور قومی ریاستوں کے کردار میں کمی ہو رہی ہے۔ لیکن جب وہ ریاستوں کے درمیان کشمکش کے بجائے عالمی تہذیبوں کے درمیان تصادم کی پیش گوئی کرتا ہے تو دراصل وہ تنگ نظری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے نزدیک انسان کے تہذیبی رشتوں کو اس کے سیاسی نظریات اور معاشی مفادات پر فوقیت حاصل ہے۔

مغرب کے علمی حلقوں میں پیش کیے جانے والے ان خیالات کا' جو ان کی صدیوں کی محدود سوچ کے آئینہ دار ہیں' ناقدانہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

۱۔ مغرب کے علمی رویوں پر' اس کی تہذیب کے متبادل فکر و عمل کے بارے میں سخت تعصب کی چھاپ ہے۔ اس کی جڑیں مغرب کے تاریخی تجربے میں ہیں۔ رومن ایمپائر کے قبول عیسائیت سے چرچ کو جو بالاتر کردار ملا ' اس نے چرچ کے ادارے کو دنیا پرستی اور استحصال کی علامت بنا دیا۔ بالاخر چرچ کے کردار کو محدود کر دیا گیا۔ اس تاریخی عمل نے مغرب کے اہل علم کو مذہب کے بارے میں تعصب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب وہ ہر ایسے نظام کو مسترد کرتے ہیں جس کا محور مذہب ہو۔ وہ انسان اور کائنات کے کسی ایسے تصور کو قبول نہیں کرتے جس کا پس منظر مذہبی ہو۔ انھیں بدھ ' کنفیوشس یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں کوئی افادیت نظر نہیں آتی۔ وہ مذہب کو ہم آہنگی اور توافق کے بجائے تنازع اور تفریق کا سبب گردانتے ہیں۔ جدید مغرب ان تمام ثقافتی روایات کو اجنبی سمجھتا ہے جو مذہب کو مسترد کرنے میں اس کی شریک نہیں ہیں۔

۲- ڈاروِن اور اس کے شاگردوں کے وقت سے مغرب میں جو خیالات رائج ہیں وہ انسان کو ایک نوع قرار دیتے ہیں جو تنازع للبقا کے نتیجہ میں وجود میں آیا ہے- اس کا اثر ہے کہ مغرب کا ذہن مسلسل تنازع اور کشمکش کو انسانی زندگی کا لازمی قانون سمجھتا ہے- پھر فرائڈ نے نفسیات کے ایسے نظریے پیش کیے جن سے انسان، اسفل جذبات کا اسیر، ایک خود غرض جانور ثابت ہوتا ہے- غرض مغرب کا ورلڈ ویو افراد کی اور ان کے معاشروں کی مسلسل باہمی کشمکش سے عبارت ہے- مشہور مورخ آرنلڈ ٹائن بی کا "چیلنج اور جواب" کا نظریہ بھی اسی کا اثر کہا جاسکتا ہے- مغرب کی نظر میں، نام نہاد بقائے اصلح ہی اصل الاصول ہے- کوئی اخلاقی قدر اس طے شدہ عمل میں مداخلت نہیں کر سکتی- اس لیے ہنٹنگٹن تہذیبوں کے لیے دوہرے معیارات کا جواز تسلیم کرتا ہے، لیکن اس کا اختیار قدرتی طور پر غالب تہذیب کو حاصل رہے گا- کمزور کا کوئی حق نہ ہوگا- عدل، مساوات، سب بے معنی الفاظ ہو جائیں گے- اگر انسانی معاملات کو عدل و انصاف سے چلایا جانا ہے تو انھیں افراد کی پسند و ناپسند سے بالا کسی اعلیٰ تر اخلاقی نظام کی مستقل اقدار پر مبنی ہونا چاہیے- اگر یہ منطق تسلیم کی جائے تو ڈاروِن کے ورلڈ ویو کی عمارت گر جاتی ہے-

۳- مغرب کے اہل علم و دانش بالعموم مختلف تہذیبوں کے ایک دوسرے کو مالا مال کرنے کے عمل کو تسلیم نہیں کرتے- ہنٹنگٹن کے نتائج بھی اس کی غمازی کرتے ہیں- مگر یہ امر واقعہ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی بھی تہذیب یکایک خلا سے آکر واقع نہیں ہوئی ہے- ہر تہذیب ماضی کے ورثہ سے اور معاصر تہذیبوں سے اخذ کرتی ہے- اس لیے تہذیب انسانی کا طرۂ امتیاز باہمی لین دین ہے نہ کہ تنازع و تصادم، جیسا کہ ہنٹنگٹن نے پیش کیا ہے-

۴- گذشتہ عشروں کی سائنس کی ترقی نے انسانی مقاصد کے ناقابل تقسیم اور مشترک ہونے کی سمت میں شواہد پیش کیے ہیں- جس کسی کو انسانیت کی بقا عزیز ہے اسے اختلاف و افتراق کے بجائے اتحاد و اشتراک کے لیے اقدامات کرنا چاہییں- لیکن مغرب میں سارا زور انسانیت کے مختلف عناصر کے درمیان کشمکش اور تصادم بڑھانے پر ہے- یہ وقت کے تقاضے کے خلاف ہے-

۵- مغرب قوموں کے عروج و زوال کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہے- ہنٹنگٹن کے نظریے میں بین الاقوامی تعلقات میں اخلاقی پہلو کو سرے سے کوئی مقام حاصل نہیں ہے- مغرب تاریخ انسانی میں انسان کے کردار کو اہمیت نہیں دیتا- انسانیت کے خلاف جو جرائم کیے جا رہے ہیں، جو جنگیں لڑوائی جا رہی ہیں، سی آئی اے، کے جی بی، موساد اور را بھی سازشوں میں مصروف ہیں- ان سب کو نظرانداز کر کے، بعض قوموں کی ناکامی کو ان کے نسلی طور پر نااہل اور بعض کی کامیابی کو ان کی نسلی برتری کا

سبب قرار دیتا ہے۔اسی طرح فاتح اور مفتوح دونوں تاریخ کی تخلیق نظر آتے ہیں۔اس طرح 'تاریخ کی حیثیت ایک اندھے اور بے رحم قانون کے عمل کی ہو جاتی ہے۔انسان ذمہ دار نہیں رہتا۔لیکن ساتھ ہی وہ تاریخ انسانی میں اپنے مثبت کردار کو تسلیم کروانے سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

۶- مغرب کے علم میں ایک اہم خامی اور بھی ہے جس کا نوٹس لینا چاہیے۔یہ جو ہے 'اس سے جو ہونا چاہیے' کا نتیجہ نکالتا ہے۔لیکن یہ 'ہے' تحقیق کار کے اپنے رجحان اور تعصب سے متاثر ہوتا ہے۔معروضیت کے نام نہاد دعووں کے باوجود تحقیق کار انھی نتائج کو پیش کرتا ہے جو اس کے نظریے کے مطابق ہوتے ہیں اور از حقائق کو نظرانداز کر دیتا ہے جو اس کے نظریے کی تائید نہیں کرتے۔اسی لیے حقیقت مسخ ہو کر سامنے آتی ہے۔

ہنٹنگٹن کے تہذیبوں کے تصادم کے بارے میں یہ چند خیالات ہیں۔ضرورت ہے کہ اس کا مفصل ناقدانہ جائزہ لیا جائے۔اس سے مغرب کے اہل علم کے بعض بنیادی طور پر غلط تصورات سامنے آتے ہیں۔(ترجمہ وتلخیص : مسلم سجاد)

SAMA-O-BASAR
سمیع و بصر

تعلیمی اور تربیتی کیسٹ تیار کرنے والا ادارہ

نئی پیشکش : قرآن پاک دا پنجابی ترجمہ
سورۃ یٰسین / سورۃ الرحمٰن

اس کے علاوہ پیارے پیارے بچوں کے لیے مزے مزے کے کیسٹ

معلومات — کہانیاں — چٹکلے

سمیع و بصر علی ہاؤس ۹- کمرشل زون کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون :- 5411546